مودودی اور اسلام

از افادات

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمہ اللہ علیہ

مرتبہ

محمد اکرام بصیرپوری (بی۔ کام)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور

مودودی اور اسلام

از افادات

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

محمد اکرام بصیرپوری (بی۔ کام)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور

نگاہ اولین

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں ایک دینی ومذہبی پاکیزہ ماحول رکھنے والے خانوادے کا فرد ہوں۔ دینی علوم اور اکابر دین سے گہری وابستگی پر بفضلہ تعالیٰ مجھے فخر ہے۔ عقائد کے لحاظ سے میں سنی حنفی ہوں اور مسلک اہل سنت و جماعت کو حق اور میعار ایمان سمجھتا ہوں۔

درس گاہوں میں طلب علم کے دوران " جماعت اسلامی" کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتابیں پڑھنے اور خود انہیں سننے کا موقع ملا۔ ان کے بارے میں ایک مخصوص گروہ کا یہ کہنا تھا کہ پاکستان میں اسلام کے حوالے سے ایک ہی شخص کا نام برملا لیا جا سکتا ہے اور وہ مودودی صاحب کا نام ہے اہل علم ودانش کی رائے اس کے برعکس تھی۔ مودودی صاحب کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ ان کی سمندر پار سے امداد ہوتی ہے اور ان کا لٹریچر مفت، سرکاری حلقوں میں ضرور پہنچایا جاتا ہے۔ ان کی جماعت ہر قسم کے حربوں اور ہتھ کنڈوں سے خوب آشنا ہے۔

بی۔ کام تک حصول تعلیم کے بعد میں ایک سرکاری ادارے سے وابستہ ہو گیا۔ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا تنازعہ کسی نہ کسی طور، کبھی نہ کبھی میرے رفقاء کی گفتگو کا موضوع رہتا۔

میرا ذہن بہت منتشر تھا، مودودی صاحب متنازعہ کیوں ہیں حقائق جاننے کی مجھے جستجو ہوئی۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کا غلغلہ تھا۔ مجدد مسلک اہل سنت، خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمتہ اللہ علیہ سے مجھے کئی گونہ عقیدت ومحبت تھی۔ وہ شبانہ روز قریہ قریہ نگری نگری لوگوں کو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ بناتے، ان کی تقریر و تحریر کا یہ کمال ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وہ بات سمجھانے بلکہ دل نشین کرنے کی خداداد صلاحیت ومہارت رکھتے تھے۔

ان دنوں حضرت مولانا اوکاڑوی کراچی کے سب سے بڑے حلقہ سے قومی اسمبلی کے انتخابات میں حصہ لے رہے تھے تاکہ لادینی عناصر کا مقابلہ محراب ومنبر سے ہی نہیں ایوان ہائے جاہ وحشم میں بھی کیا جا سکے۔ کیا عجب تھا کہ حضرت مولانا کے انتخابی حلقے میں ان کے نمایاں حریف مودودی صاحب ہی کے ایک نمائندے تھے۔ حضرت مولانا اوکاڑوی نے اپنے حلقہ انتخاب میں جہاں اس الجھن کو دور کیا کہ لا دینی عناصر کو ناکام بنانے کا ایک ہی موقف رکھنے والے دونوں افراد باہم کیوں متصادم ہیں وہاں مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے تنازعے کی اصل اور حقیقت بھی اپنی ثقہ شخصیت کے اعتبار اور اعتماد کے مطابق واضح کر دی اور مجھ سے ہزاروں کی تسکین و طمانیت کا سامان کر دیا۔ حضرت مولانا اوکاڑوی ان دنوں اپنے خطات کی محفلوں میں مودودی صاحب کی کتابیں اپنے ساتھ رکھتے اور مودودی صاحب کی تحریروں کے اقتباسات مجمع عام میں سناتے جن سے صاف طور پر عیاں ہوتا کہ مودودی صاحب جو انداز فکر رکھتے ہیں وہ ہرگز مسلک حق اہل سنت و جماعت کے مطابق نہیں اور "مودودیت" بلاشبہ اسلام کی نہایت مسخ شدہ صورت ہے ملت اسلامیہ کے لئے جو بھٹو ازم سے کہیں زیادہ مہلک ہے۔

میں نے حضرت مولانا اوکاڑوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے مودودی صاحب کی تحریروں سے یہ اقتباس نقل کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ حضرت مولانا محترم نے اپنی نشست گاہ میں وہ تمام کتابیں میرے سامنے رکھ دیں۔

قارئین محترم! یہ مختصر رسالہ ان کتابوں کی چند عبارات کا مجموعہ ہے یہ رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک بلامبالغہ نوے ہزار کی تعداد تک شائع ہو چکا ہے جس سے یہ اندازہ بہ آسانی ہو سکتا ہے کہ یہ کتابچہ "مودودیت فہمی" کے لئے کافی ہے۔ اس کتابچے کے دسویں ایڈیشن کی طباعت پر خطاطی اور اشاعت کی عمدگی کا از سر نو اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مطالعے سے پہلے ایک وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہمیں " جماعت اسلامی " اور اس کے بانی ابوالاعلیٰ مودودی سے ہرگز کوئی ذاتی عناد یا عداوت نہیں ہے ۔ ایک سچے مسلمان کی حیثیت میں ہماری دوستی اور دشمنی "الحب للہ و البغض للہ " کے اصول پر مبنی ہے ہم کسی پر غلط الزام لگانا یا بہتان باندھنا یقیناً گناہ عظیم سمجھتے ہیں اور سچے دل سے خوف الٰہی رکھتے ہوئے عرض گزار ہیں کہ ہمارا مقصد صرف حقائق کا اظہار اور ملت کی بھلائی ہے تاکہ لوگ حقیقت حال سے باخبر ہو کر اپنے ایمان و عقائد اور اپنے اعمال درست رکھ سکیں اور رہزنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

مودودی صاحب کے عقائد و نظریات کی ہر مکتب فکر کے علماء نے تردید کی ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مودودی کے قلم نے ایک مومن سے لے کر اولیائے کرام، اصحاب نبوی، اہل بیت نبوت انبیاء کرام یہاں تک کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کی توہین و تنقیص کی ہے۔ چناں چہ زیر نظر کتاب میں مودودی صاحب کی چند عبارات بحوالہ، من و عن بلاتبصرہ ہدیہ قارئین ہیں۔

خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ نے مجھے فرمایا تھا کہ انشاء اللہ وہ ان عبارات کا کتاب و سنت کے خلاف ہونا ، آیات قرآنی اور احادیث نبوی بلکہ خود مودودی صاحب کی دوسری تحریروں کے حوالے سے لکھوا دیں گے۔ اسے میری کوتاہی کہئے کہ میں نے حضرت مولانا اوکاڑوی سے اس معاملے میں پھر کوئی رابطہ نہیں کیا شاید وجہ یہ بھی تھی کہ عقل سلیم کے لئے ان توہین آمیز عبارات کے باطل ہونے پر کسی تامل وتردد کی کوئی گنجائش ہی کہاں ہے!

محترم قارئین ایمان اور دیانت داری سے خود ہی اندازہ کر لیں گے کہ ان عبارات کا لکھنے والا اور ان کے مطابق عقائد و نظریات رکھنے والے اور مودودیت اور مودودی جماعت کا پرچار کرنے والے ارکان جماعت یقیناً اہل اسلام کی قیادت کے کسی طرح اہل نہیں ہو سکتے۔

اہل اسلام کی قیادت اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے اہل وہی ہیں جو عقیدت وعمل کے اعتبار سے کتاب و سنت کے پابند ہیں اور حق گوئی و بے باکی جن کا شعار ہے۔ جن کے سینے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے پیاروں کی محبت و تعظیم سے لبریز ہیں اور جو دامن مصطفیٰ سے کامل وابستگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور جو غلامی رسول کو اپنا افتخار جانتے ہیں

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو ہبی است

مرتب

محمد اکرام بصیرپوری (بی کام)

۱۹۸۸ء

مودودی صاحب اور توہین انبیاء

۱:۔ (انبیاء کرام علیہم السلام) رائے اور فیصلے کی غلطی بھی کرتے تھے اور بیمار بھی ہوتے تھے۔ آزمائشوں بھی ڈالے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ قصور بھی ان سے ہو جاتے تھے اور انہیں سزا تک بھی دی جاتی تھی۔

(ترجمان القرآن صفحہ ۱۵۸ مئی ۱۹۵۵ء)

۲:۔ ا۔ اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں۔

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۱۶۱ طبع پنجم)

ب۔ شیطان کی شرارتوں کا ایسا سدباب کہ اسے کسی طرح گھس آنے کا موقع نہ ملے انبیاء علیہم السلام بھی نہ کر سکے تو ہم کیا چیز ہیں کہ اس میں پوری طرح کامیاب ہونے کا دعویٰ کر سکیں۔

(ترجمان القرآن جون ۱۹۴۶ء صفحہ ۵۷)

۳:۔ انبیاء بھی انسان ہی ہوتے ہیں اور کوئی انسان بھی اس پر قادر نہیں ہو سکتا کہ ہر وقت اس بلند ترین معیار کمال پر قائم رہے جو مومن کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ بسا اوقات کسی نازک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ اشرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے مغلوب ہو جاتا ہے۔

(ترجمان القرآن جون ۱۹۴۶ء صفحہ ۳۴)

۴:۔ ہر شخص خدا کا عبد ہے مومن بھی اور کافر بھی حتیٰ کہ جس طرح ایک نبی اسی طرح شیطان رجیم بھی۔

(ترجمان القرآن جلد ۲۵ صفحہ ۶۵)

۵:۔ نبی ہونے سے پہلے تو کسی نبی کو وہ عظمت حاصل نہیں ہوتی جو نبی ہونے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ نبی ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے بھی ایک بہت بڑا گناہ ہو گیا تھا۔ (رسائل و مسائل ح) صفحہ ۳۱ مطبوعہ بار دوم ۱۹۵۴ء و ترجمان القرآن مئی۔ جون۔ جولائی تا اکتوبر ۱۹۴۴ء)

۶:۔ آیت وعجلت الیک رب لترضیٰ

عربی

کے تحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ ان کی مثال اس جلد باز فاتح کی سی ہے جو اپنے اقتدار کا استحکام کئے بغیر مارچ کرتا ہوا چلا جائے اور پیچھے جنگل کی آگ کی طرح مفتوحہ علاقے میں بغاوت پھیل جائے۔

(رسالہ ترجمان القرآن جلد ۴۹ عدد ۴ صفحہ ۵)

۷:۔ یہ کیا بات ہوئی کہ ایک ملنگ ہاتھ میں لاٹھی لئے آکھڑا ہوا اور کہنے لگا میں رب العالمین کا رسول ہوں

(ترجمان القرآن مئی ۶۵ء صفحہ ۳۴)

۸:۔ تاہم قرآن کے ارشادات اور صحیفہ یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ سورۃ یونس حاشیہ صفحہ ۳۱۲)

۹:۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق لکھا کہ ان میں جاہلیت کا جذبہ تھا چنانچہ ملاحظہ ہو۔ "لیکن جب اللہ تعالیٰ انہیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس لئے اپنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا جذبہ ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۴۴ ۶۴ء)

۱۰:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر سلیم الفطرت آخر کون ہو سکتا ہے؟

---

(۱) ملنگ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

آپ کا یہ حال تھا کہ جب تک وحی نے رہنمائی نہ کی آپ ٹھکے کھڑے تھے اور کچھ نہ جانتے تھے کہ راستہ کدھر ہے (معاذ اللہ یعنی آپ گمراہ تھے) ووجدک ضالاً فھدٰی۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۹ عدد ۱،۲)

ب:۔ تم کچھ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے (رسائل و مسائل ص ۲۶)

۱۱:۔ حضور کو اپنے زمانے میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانے میں ظاہر ہو۔ لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا کہ حضور کا اندیشہ صحیح نہ تھا (یعنی غلط تھا)

(ترجمان القرآن فروری ۱۹۲۶ء)

۱۲:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق مودودی صاحب کے نازیبا القابات ملاحظہ ہوں۔

ا۔ اسلامی تحریک کے تمام لیڈروں میں ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ تنہا لیڈر ہیں۔

(اسلامی حکومت کس طرح قائم ہوتی ہے ص ۲۳)

ب۔ یہ قانون جو ریگستان عرب کے ان پڑھ چرواہے نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ (پردہ ص ۱۵۰)

ج محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ ایلچی ہیں جن کے ذریعے خدا نے اپنا قانون بھیجا۔

۱۳ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف کے ممالک کو اپنے اصول و مسلک کی طرف دعوت دی۔ مگر انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں۔ بلکہ قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا آنحضرتؐ کے بعد حضرت ابو بکرؓ پارٹی کے لیڈر ہوئے تو انہوں نے

روم اور ایران دونوں کی غیر اسلامی حکومت پر حملہ کیا اور حضرت عمرؓ نے اس حملے کو کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچا دیا۔ (حقیقت جہاد ص۶۵)

۱۴:۔ ا۔ اور فرمایا کہ نبی کے پاس اللہ کے خزانوں کی کنجیاں نہیں۔ نہ وہ علم غیب رکھتا ہے اور نہ اس کو فوق العادت قوتیں حاصل ہیں۔

ب۔ اے محمد! کہو میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں غیب کا حال جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں (یعنی انسانی کمزوریوں سے پاک ہوں) میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کی جاتی ہے (سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر ۴۲/۳

توہین صحابہ کرامؓ واولیائے کرامؒ

۱:۔ رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے۔ (دستور جماعت اسلامی ص۱۴)

۲:۔ حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہد نبوی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو اس زمانے میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن وحدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کے رگ وریشے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم کی حیات طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہو۔ (تفہیمات جلد اول ص۳۰۹ تر جمان القرآن جولائی ۱۹۳۴ء)

۳:۔ لیکن ان حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جانشین ہوئے تو رفتہ رفتہ وہ اس پالیسی سے ہٹتے چلے گئے۔ انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے، اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں۔

(خلافت وملوکیت ص۱۰۶)

۴:۔ حضرت عثمانؓ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا اور غلط کام بہرحال غلط ہے خواہ وہ کسی نے کیا ہو اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی کرنا نہ عقل وانصاف کا تقاضا ہے اور نہ دین ہی کا مطالبہ ہے کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔

(خلافت وملوکیت ص۱۱۶)

۵:۔ ایک طرف حکومت اسلامی کی تیز رفتار وسعت کی وجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا اور دوسری طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان تمام خصوصیات کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں۔ اس لئے ان کے زمانہ خلافت میں جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی میں گھس آنے کا موقع مل گیا۔

(تجدید واحیائے دین ص۲۳)

۶:۔ ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ بسا واقات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

(تفہیمات طبع چہارم بعد نظر ثانی ص۲۹۴)

۷:۔ بلاشبہ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ واجب الاحترام ہیں اور بڑا ظلم کرتا ہے وہ شخص جو ان کی کسی غلطی کی وجہ سے ان کی ساری خدمات پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کے مرتبہ کو بھول کر ..... گالیاں دینے پر اتر آتا ہے۔ مگر یہ بھی کچھ کم زیادتی نہیں ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے کوئی غلط کام کیا ہو تو محض صحابیت کی رعایت سے اس کو اجتہاد قرار دینے کی کوشش کریں۔

(خلافت وملوکیت ص۱۴۳)

۸:۔ ا۔ امام زہری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور چاروں خلفائے راشدین کے عہد میں سنت یہ تھی کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے نہ مسلمان کافر کا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں مسلمان کو کافر کا وارث قرار دیا اور کافر کو مسلمان کا وارث قرار نہ دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اس بدعت کو موقوف کیا۔ مگر ہشام بن عبدالملک نے اپنے خاندان کی اس روایت کو پھر بحال کر دیا۔

ب۔ حافظ ابن اثیر کہتے ہیں کہ دیت کے معاملے میں بھی حضرت معاویہؓ نے سنت کو بدل دیا۔ سنت یہ تھی کہ معاہد کی دیت مسلمان کے برابر ہو گی۔ مگر حضرت معاویہؓ نے اس کو نصف کر دیا اور باقی نصف خود لینی شروع کر دی۔

ج :۔ ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبوں میں بر سر منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے حتیٰ کہ مسجد نبویؐ میں منبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا۔ شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا۔ اور خاص طور پر جمعہ کے خطبہ کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔

د :۔ مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب، اللہ اور سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ کتاب و سنت کی رو سے پورے مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیئے اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کیئے جانے چاہئیں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو۔ لیکن حضرت معاویہ نے حکم دیا کہ مال غنیمت میں سے چاندی سونا ان کے لئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

ہ :۔ زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہؓ کے ان افعال میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔

و :۔ حضرت معاویہؓ نے انہیں گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا۔ او ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کاروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

ر :۔ حضرت معاویہؓ کے عہد میں سیاست کو دین پر بالا رکھنے اور سیاسی اغراض کے لئے شریعت کی حدیں توڑ ڈالنے کی جو ابتداء ہوئی تھی ان کے اپنے نامزد کردہ جانشین یزید کے عہد میں وہ بدترین نتائج تک پہنچ گئی۔ اس کے زمانہ میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔

(خلافت وملوکیت ص ۱۷۳)

۹ :۔ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدد کامل پیدا نہیں ہوا۔ قریب تھا کہ عمر بن عبدالعزیز اس منصب پر فائز ہوتے۔ مگر وہ کامیاب نہ ہوسکے۔

(تجدید واحیائے دین اشاعت ہشتم جون ۱۹۶۳ء ص ۴۹)

۱۰ :۔ ا :۔ اور یہی جہالت ہم ایک نہایت قلیل جماعت کے سوا مشرق سے لے کر مغرب تک مسلمانوں میں عام دیکھ رہے ہیں خواہ ان پڑھ عوام ہوں یا دستار بند علماء یا خرقہ پوش مشائخ یا کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات، طور طریقے ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں۔

(تفہیمات جلد اول ص ۳۶)

ب :۔ سیاسی لیڈر ہوں یا علماء دین و مفتیان شرع مبین دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریئے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

(سیاسی کش مکس جلد ۳ ص ۷۷)

۱۱ :۔ ایک جگہ مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ فاتحہ، زیارت، نیاز، نذر، عرس،

صندل، چڑھاوے، نشان۔ علم، تعزیئے اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی دوسری طرف بغیر کسی ثبوت علمی کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور، غیاب، کرامت، خوارق، اختیارات وتصرفات اور اللہ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیات کے متعلق ایک پوری متھالوجی تیار ہو گئی جو بت پرست مشرکین کی متھالوجی سے لگا کھا سکتی ہے۔ تیسری طرف توسل واستمداد روحانی اور اکتساب فیض وغیرہ ناموں کے خوش نما پردوں میں وہ سب معاملات جو اللہ اور بندے کے درمیان ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں سے متعلق ہو گئے۔ اور عملاً وہی حالت قائم ہو گئی جو اللہ کے ماننے والے ان مشرکین کے ہاں ہے جن کے نزدیک بادشاہ عالم انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور نیچے کے اہل کاروں ہی سے وابستہ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں اہل کار اعلانیہ اللہ، دیوتا، اوتار یا ابن اللہ کہلاتے ہیں اور یہ انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء اور اہل اللہ وغیرہ الفاظ کے پردوں میں چھپاتے ہیں۔

(تجدید واحیائے دین ص۱۱)

۱۲:۔ امام غزالی کے تجدیدی کام میں علمی وفکری حیثیت سے چند نقائص بھی تھے اور وہ تین عنوانات میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

(تجدید واحیائے دین ص۴۵)

۱۳:۔ پہلی چیز جو مجھ کو حضرت مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب اور ان کے خلفاء تک کے تجدیدی کاموں میں کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ نہیں لگایا اور دانستہ ان کو پھر وہی غذا دیدی جس سے مکمل پرہیز کرانے کی ضرورت تھی۔

(تجدید واحیائے دین ص۷۳)

۱۴:۔ اب جس کسی کو تجدید دین کے لئے کوئی کام کرنا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان اور اصطلاحات سے۔ رموز واشارات سے،

لباس واطوار سے، پیری، مریدی سے اور ہر اس چیز سے جو اس طریقے کی یاد تازہ کرنے والی ہو مسلمانوں کو اس طرح پرہیز کرائے جیسے ذیابیطس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے۔

(تجدید احیائے دین ص ۷۴)

۱۵ :۔ طلب حاجات کے لئے خواجہ معین الدین اجمیری اور حضرت سالار مسعود رحمتہ اللہ **علیہما** کے مزارات پر جانا قتل اور زنا کے گناہ سے زیادہ برا اور شرک ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لئے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کمتر ہے۔ آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے؟ جو لوگ لات ..... وعزیٰ سے حاجتیں طلب کرتے تھے ان کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس طرح مختلف تھا؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے برعکس ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں۔

(تجدید واحیائے دین ص ۶۳)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ عبارت **تفہیمات** کی ہے مودودی صاحب کی اپنی نہیں ہے۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ مودودی صاحب اس سے متفق ہیں یا نہیں؟ اور ان کے نزدیک یہ عبارت درست ہے یا غلط؟ اور اس عبارت کے لکھنے سے ان کا مقصد کیا ہے تردید یا تائید؟ مودودی صاحب ابھی زندہ ہیں امید ہے جماعت اسلامی کا کوئی رکن ان سے جب اس کی وضاحت طلب کرے گا تو اس پر حقیقت واضح ہو جائے گی۔

☆☆

توہین احادیث مبارکہ

۱:۔ مجرد احادیث پر کسی ایسی چیز کی بنا نہیں رکھی جا سکتی جسے مدار کفر و ایمان قرار دیا جائے۔ احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں جس سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم الیقین۔ (ترجمان القرآن مارچ، اپریل، مئی، جون ۱۹۴۵ء)

۲:۔ آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسول مان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے اعتبار سے صحیح قرار دیں۔ لیکن ہم سند کی صحت کو حدیث کی صحت کی دلیل لازمی نہیں سمجھتے۔ (رسائل و مسائل جلد اول ص ۲۹۰)

۳:۔ ان تمام احادیث سے رواۃ کی جانچ پڑتال کر کے محدثین کرام نے اسماء رجال کا عظیم الشان ذخیرہ فراہم کیا جو بلاشبہ نہایت بیش قیمت ہے مگر ان میں کون سی چیز ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ (تفہیمات جلد اول ص ۲۹۱)

۴:۔ قرآن اور سنت رسولؐ کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں، ان کے پڑھانے والے ایسے ہونے چاہئیں جو قرآن و سنت کے مغز پا چکے ہوں۔ (تنقیحات ص ۱۳۳ ترجمان القرآن جون ۱۹۳۹ء)

مودودی صاحب اور اسلام آئین

۱ :۔ نئے اسلام کی ضرورت۔ ع اسلام میں ایک نشاۃ جدیدہ کی ضرورت ہے پرانے اسلامی مفکرین و محققین کا سرمایہ اب کام نہیں دے سکتا۔ دنیا اب آگے بڑھ چکی ہے اس کو اب الٹے پاؤں ان منازل کی طرف لے جانا ممکن نہیں۔ جن سے وہ چھ سو برس پہلے گزر چکی ہے۔ علم و عمل کے میدان میں رہنمائی وہی کر سکتا ہے جو دنیا کو آگے کی جانب چلائے نہ کہ پیچھے کی جانب۔

(تنقیحات ص ۱۴ پانچواں ایڈیشن)

۲ ;۔ موجودہ معاشرہ میں حدود اللہ کا نفاذ ظلم ہے۔ لیکن جہاں حالات اس سے مختلف ہوں، جہاں عورتوں اور مردوں کی سوسائٹی مخلوط رکھی گئی ہو۔ جہاں مدرسوں میں، دفتروں میں، گلیوں میں، تفریح گاہوں میں خلوت اور جلوت میں ہر جگہ جوان مرد اور بنی ٹھنی عورتوں کو آزادانہ ملنے جلنے اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملتا ہو۔ جہاں ہر طرف بے شمار صنفی محرکات پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ازدواجی رشتہ کے بغیر خواہشات کی تسکین کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بھی موجود ہوں جہاں معیار اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو ایسی جگہ زنا اور قذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہے۔ اسی پر حد سرقہ کو قیاس کر لیجئے کہ وہ صرف اس سوسائٹی کے لئے مقرر کی گئی ہے جس میں اسلام کے معاشی تصورات اور اصول وقوانین پوری طرح نافذ ہوں اور جہاں یہ نظم معیشت نہ ہو وہاں چور کے ہاتھ کاٹنا دوہرا ظلم ہے۔

(تفہیمات حصہ دوم ص۲۸۱)

مولانا مودودی صاحب جب چور کے ہاتھ کاٹنے کو ظلم سمجھتے ہیں تو وہ پاکستان میں کون سا اسلامی آئین نافذ کرنا چاہتے ہیں؟

۳ ;۔ مولانا مودودی کا خیال ہے کہ کنزالدقائق، ہدایہ اور عالمگیری، جو فقہ کی مستند کتب ہیں وہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کے خلاف ہیں اور ان میں تغیر وتبدل کر کے احکام کو لوگوں کے لئے آسان بنانا چاہئے..... چنانچہ ملاحظہ ہو

"قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ دینی پیشواؤں سے جواب طلبی فرمائے گا کہ تم نے قرآن کے سوا فقہ کے احکام کی تعمیل پر کیوں مجبور کیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر سرے سے دین چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے اور تم نے ان کے واسطے احکام دین میں تغیر وتبدل کر کے آسان کیوں نہ بنایا تو امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنزالدقائق ہدایہ و عالمگیری کے مصنفوں کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی البتہ جہلا کو یہ جواب دہی کا موقع ضرور مل سکے گا۔

(ترجمان القرآن ماہ جولائی، اگست حقوق الزوجین ص۷۲)

۴:۔ اتباع رسولؐ اور صحابہؓ کا مسلمہ مفہوم غلط ہے:۔

دنیا اس وقت تمدن کے جس مرتبہ پر ہے اس سے رجعت کر کے اس تمدنی مرتبہ پر واپس جانے کے خواہشمند ہیں جو عرب میں ساڑھے تیرہ سو برس پہلے تھا اتباع رسولؐ واصحاب رسولؐ کا یہ مفہوم ہی سرے سے غلط ہے اور اکثر دیندار لوگ غلطی سے اس کا یہی مفہوم لیتے ہیں ان کے نزدیک سلف صالح کی پیروی اس کا نام .... ہے کہ جیسا لباس وہ پہنتے تھے ویسا ہی ہم پہنیں جس قسم کے کھانے وہ کھاتے تھے اسی قسم کے کھانے ہم بھی کھائیں جیسا طرز معاشرت ان کے گھروں میں تھا بعینہٖ وہی طرز معاشرت ہمارے گھروں میں بھی ہو۔

(تنقیحات ص۲۰۹)

۵:۔ اسوہ سنت اور بدعت کا تصور:۔

اسوہ اور سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفعوحات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں۔ آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسولؐ یا اسوہ رسولؐ ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسولؐ کو بعینہٖ وہ سنت سمجھتے ہیں کہ جس کے جاری اور قائم کرنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء معبوث کئے جاتے رہے مگر میرے نزدیک صرف یہ نہیں کہ یہ سنت کی تعریف نہیں ہے بلکہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور ان پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت ہے اور ایک خطرناک تحریف دین۔

(رسائل ومسائل جلد اول ص۳۰۷)

مودودی صاحب اور نظریہ پاکستان کی مخالفت

۱:۔ افسوس کہ لیگ کے قائداعظم سے لے کر چھوٹے مقتدیوں تک ایک بھی ایسا نہیں جو اسلامی ذہنیت اور اسلامی طرز فکر رکھتا ہو اور معاملات کو

اسلامی نقطہ نظر سے دیکھتا ہو۔ یہ لوگ مسلمان کے معنی ومفہوم اور اس کی مخصوص حیثیت کو بالکل نہیں جانتے۔

(سیاسی کش مکش حصہ سوم ص ۳۰ طبع سوم)

۲ :۔ یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق وباطل کی تمیز سے آشنا ہیں اور نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔

(سیاسی کش مکش حصہ سوم طبع سوم ص ۱۰۷)

۳ :۔ پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلمان اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہیہ قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہو گا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہو گی۔ اس کا نام حکومت الٰہیہ رکھنا اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔

(سیاسی کش مکش نمبر ۳ ص ۱۰۹ طبع سوم)

۴ :۔ اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مختلف جماعتیں اسلام کے نام سے کام کر رہی ہیں اگر فی الواقع اسلام کے معیار پر ان کے نظریات مقاصد اور کارناموں کو پرکھا جائے تو سب کی سب جنس کا سد نکلیں گی خواہ مغربی تعلیم وتربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین ومفتیان شرع مبین دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریئے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔

(ص ۸۰ سیاسی کشمکش نمبر ۳ طبع سوم)

۵ :۔ اس نام نہاد مسلم حکومت (یعنی پاکستان) کے ا ر میں اپنا وقت یا اس کے قیام کی کوشش میں اپنی قوت ضائع کرنے کی حماقت آخر ہم کیوں

کریں جس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہے کہ وہ ہمارے مقاصد کے لئے نہ صرف غیر مفید ہو گی بلکہ کچھ زیادہ ہی سدراہ ثابت ہو گی۔ (سیاسی کشمکش نمبر ۳ ص ۳۸ طبع سوم)

۶:۔ مولانا مودودی نے کہا:۔

"جب میں مسلم لیگ کے ریزولیشن (قرار داد پاکستان) کو دیکھتا ہوں تو میری روح بے اختیار ماتم کرنے لگتی ہے۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ۱۵۴۔ ۳۷)

۷:۔ تقسیم ہند کا معاملہ جس طریقہ سے طے کیا گیا وہ غلطیوں بلکہ حماقتوں کا ایک مجموعہ تھا۔

(ترجمان القرآن جولائی ۱۹۴۸ء ص ۱۳۶)

۸:۔ مسلمانوں کی علیحدہ حکومت یعنی پاکستان کے وجود کی مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں"۔ اگر ہندوستان کے مسلمانوں نے دین سے بے بہرہ لوگوں کی قیادت میں ایک بے دین قوم کی حیثیت سے اپنا علیحدہ وجود برقرار رکھا بھی ــــ (جیسا کہ ترکی اور ایران میں برقرار رکھے ہوئے ہیں) تو ان کے اس طرح زندہ رہنے میں اور کسی غیر مسلم قومیت کے اندر فنا ہو جانے میں آخر فرق ہی کیا ہے"۔

(سیاسی کشمکش حصہ سوم ص ۴۵)

۹:۔ شورش کاشمیری بھی اس بات کے قائل ہیں کہ مولانا مودودی قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے ہمیشہ مخالف رہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"فاطمہ جناح کی عظمت کو خراج ادا کرنا چاہئے کہ جن مولانا مودودی کو صلحائے امت متابعت پر آمادہ نہیں کر سکے انہیں فاطمہ جناح نے متابعت کی پنج دھاری رسی میں پرولیا ہے۔ فاطمہ جناح کا کمال یہ ہے کہ جس شہباز کو ان کے بھائی رام نہ کر سکے وہ ان کے حلقہ سیاست کا اسیر ہو گیا ہے۔"

(چٹان لاہور ۱۶ دسمبر ۱۹۶۴ء)

مودودی صاحب کی قلابازیاں

۱:۔ مودودی صاحب نے ایک مضمون بعنوان اسلامی دستور کی بنیادیں ازروئے قرآن وسنت لکھااور اس کے نمبر۶ کے تحت لکھا:۔

(النساء) مرد عورتوں پر قوام ہیں۔

(بخاری) یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کر دے۔ یہ دونوں نصوص اسباب میں قاطع ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب (خواہ وہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت) عورت کے سپرد نہیں کئے جا سکتے۔ اس لئے کسی اسلامی ریاست کے دستور میں عورتوں کو یہ پوزیشن دینا یا اس کے لئے گنجائش رکھنا نصوص صریحہ کے خلاف ہے اور اطاعت خدا اور رسولؐ کی پابندی قبول کرنے والی ریاست اس خلاف ورزی کی سرے سے مجاز ہی نہیں ہے۔

(ترجمان القرآن اکتوبر ونومبر۱۹۵۲ء ص۴۲)

مگر دنیا جانتی ہے کہ ۱۹۶۴ء میں مودودی صاحب نے محترمہ فاطمہ جناح کے صدارتی انتخاب میں بھرپور حمایت کر کے کتاب وسنت کی صریح خلاف ورزی کی۔ معلوم ہوا کہ ان کا اسلام ابن الوقت قسم کا ہے جو وقت کی مصلحتوں کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اپنے رسالے ترجمان القرآن اکتوبر ۱۹۵۸ء کے صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے "کہ زمانے کے پیہم بدلتے ہوئے تقاضوں اور وقت کی سیاسی مصلحتوں کو اگر معیار بنا کر دین کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جائے تو اسلام کا مقصد وجود ہی ختم ہو جاتا ہے"۔ لیکن افسوس کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت پر اقتدار کی ہوس کا اتنا غلبہ ہوا کہ وہ بھول گئے کہ وہ پہلے کیا لکھ چکے ہیں۔

۲:۔ اسلامی سوشلزم کی حمایت:۔

یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ سابقہ انتخابات میں جناب مودودی

صاحب نے ایوب خاں کے مقابلے میں محترمہ فاطمہ جناح کی مکمل حمایت کی تھی۔ حالانکہ محترمہ فاطمہ جناح نے اسلامی سوشلزم کے نفاذ کی وضاحت کر دی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ۲ دسمبر ۱۹۶۴ء کو بی۔ ڈی کے ممبروں کے نام ایک سرکلر لیٹر ارسال کیا جس میں انہوں نے ممبران سے تعاون طلب کرتے ہوئے لکھا کہ۔ "مجھے امید ہے کہ آپ موجودہ صدارتی انتخاب میں تمام ذاتی مفادات اور ہر قسم کی جانبداری سے بالاتر ہو کر بلا خوف و خطر اپنے قیمتی ووٹ کا استعمال کریں گے تاکہ وطن عزیز اور ہمارے عوام اس کھوئی ہوئی آزادی اور جمہوری حقوق دوبارہ حاصل کر سکیں اور ہماری آئندہ نسلیں اپنی زندگی اسلامی سوشلزم اور ان کے اصول ونظریات کے مطابق گزار سکیں جن کی بنیاد پر ہماری عظیم مملکت پاکستان وجود میں آئی ہے۔

اور آج جماعت اسلامی اسی اسلامی سوشلزم کو گمراہی اور کفر قرار دے رہی ہے جس کی ۶۴ء میں وہ ہوس اقتدار میں حمایت کر چکی ہے۔

۳۔ ۱۹۶۵ء میں مودودی صاحب نے کمیونسٹوں سے اتحاد کر لیا تھا اس پر ہفت روزہ چٹان ۲۹ مارچ ۶۵ء میں جناب شورش کاشمیری رقم طراز ہیں:۔

" جماعت اسلامی ایک نظریاتی جماعت اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کے علم وفضل سے انکار نہیں لیکن جب سے انہوں نے علم اور قلم کا میدان چھوڑ کر جہد وسیاست کا جھنڈا اٹھایا ہے ان کی اپنی تحریروں کے ایک حصہ پر قلم پھر گیا ہے۔ کبھی آپ حلقہ عشاق سے آنکھیں چار کرنے میں عیب سمجھتے تھے اب کوچہ رقیب میں بھی چلے جاتے ہیں انہیں یاد نہیں رہا کہ جس محفل میں اب ہیں اس محفل کے کتنے لوگ ایک زمانے میں ان کے لئے خنجر براں لے کر پھرتے رہے ہیں۔ کمیونسٹوں کے ساتھ اتحاد بلاشبہ ایک قومی المیہ ہے۔ نیشنل عوامی پارٹی اور جماعت اسلامی میں یک جہتی حسن اتفاق نہیں سوئے اتفاق ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۴ مئی ۱۹۷۰ء)

۴۔ عرصہ دراز سے جاہل واعظوں اور خوش عقیدہ مشائخ کا یہ شیوہ رہا

ہے کہ جہاں انہیں کسی بدعت پر ٹوکا گیا وہ بدعت حسنہ کی آڑ لے کر سامنے آ گئے۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۷ عدد ۵ ص ۳۴۰ فروری ۵۲ء)

مندرجہ بالا حوالے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ مودودی صاحب کے خیال میں بدعت حسنہ کوئی چیز نہیں ان کے نزدیک صرف ایک ہی بدعت کا تصور ہے جو گمراہی ہے۔ مگر ۱۹۶۳ء میں جب غلاف کعبہ کی نمائش کی گئی اور جماعت اسلامی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حالانکہ یہ ان کے نزدیک ایک صریحی بدعت تھی مگر جب مودودی صاحب سے سوال کیا گیا کہ انہوں نے اس بدعت (گمراہی) میں بڑھ چڑھ کر حصہ کیوں لیا تو مودودی صاحب نے فوراً قلابازی کھائی اور اس کے جواز کے لئے وہی آڑ لی جو بقول ان کے جاہل واعظ اور خوش عقیدہ مشائخ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

" فعل کو بدعت مذمومہ قرار دینے کے لئے یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علی وسلم کے زمانے میں نہ ہوا تھا۔ لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو۔ جس سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت دفع کرنا مقصود نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہو جسکا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔ یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بنا پر کہ فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا اسے بدعت یعنی ضلالت نہیں کہا جا سکتا.... امام نووی شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں کہ علماء نے کہا ہے کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں ایک بدعت واجب ہے۔ دوسری بدعت مندوب (یعنی حسنہ) تیسری بدعت حرام ہے چوتھی مکروہ ہے پانچویں مباح ہے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ اگر یہی دلیل علماء حق دیں تو مودودی صاحب انہیں جاہل واعظ اور خوش عقیدہ مشائخ گردانیں اور اگر خود ان کو ضرورت پیش آ جائے تو اسی گمراہی اور جہالت کو اپنا بھی لیتے ہیں۔ جس شخص کی ابن الوقتی کا یہ حال ہو کیا وہ مسلمانوں کا امیر ہو سکتا ہے۔ ؟

۵ :۔ مولانا مودودی کی قلابازیوں کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

و پہلے پارٹی ٹکٹ کو لعنت سمجھا جاتا تھا اور بعد میں متحدہ محاذ کے ساتھ شریک ہو کر "غیر صالحین" کو بھی ٹکٹ بانٹے گئے۔

و پہلے نوٹ پر قائداعظم کی تصویر چھپی تو سخت برہمی کا اظہار کیا گیا اور بعد میں مرحومہ فاطمہ جناح کے تصویری ووچر جماعت کے کارکنوں نے گلی گلی فروخت کیئے۔

پہلے صدارتی سے بھی بڑھ کر امارتی تصور خلافت پیش کیا گیا اور بعد میں پارلیمانی نظام جمہوریت کو اسلامی قرار دیا گیا۔

و پہلے اسمبلی میں اراکین کی الگ پارٹیاں بنانے کو غیر اسلامی قرار دیا گیا اور بعد میں خود اس موقف پر عمل کیا گیا۔

و پہلے مخلوط جلسوں میں شرکت نہیں کی جاتی تھی اور بعد میں مخلوط جلسوں کی صدارت اور ان جلسوں میں تقریروں تک نوبت پہنچ گئی۔

و پہلے خواتین کو ووٹ کا حق دینا قابل اعتراض تھا اور بعد میں عورت کی صدارت کے لئے کوشش کی گئی۔

و پہلے طلبہ کو عملی سیاست میں شریک ہونے سے روکا جاتا تھا اور بعد میں اسلامی جمعیت طلبا کے ذریعے ان کا عملی سیاست میں گھسیٹنا شروع ہو گیا۔

و پہلے وکیلوں کو شیطانی برادری کے رکن کہا جاتا تھا اور بعد میں انہیں کو جمہوریت کا سرپرست قرار دیا گیا۔

جماعت اسلامی کی طرف سے چیلنج کیا گیا کہ کوئی آدمی اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا کہ جماعت اسلامی نے تحریک پاکستان کی مکمل حمایت کی تھی اس

چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کوثر نیازی نے اپنی کتاب "مودودیت عوامی عدالت میں" کے ذریعہ مودودی کی تصنیفات سے حوالے دے کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہمیشہ قائداعظم کے اور تحریک پاکستان کے مخالف رہے ویسے ترجمان القرآن نومبر ۱۹۶۳ء کے شمارے میں خود جماعت اس بات کو تسلیم کر چکی ہے کہ وہ تحریک پاکستان سے غیر متعلق رہے۔ اس رسالے میں عبدالحمید صدیقی اشارات میں لکھتے ہیں۔ "ہم اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ تقسیم ملک کی جنگ سے ہم غیر متعلق رہے اس کارکردگی کا سہرا ہم صرف مسلم لیگ کے سر باندھتے ہیں اور اس میدان میں کسی حصہ کا اپنے آپ کو دعویدار نہیں سمجھتے"۔

مودودی صاحب نے اپریل ۱۹۴۸ء میں حکومت پاکستان کی افواج میں شمولیت کو ناجائز ٹھہرایا۔ مگر بعد میں عوام کی بے پناہ مخالفت دیکھ کر اس فیصلہ کی تاویلیں شروع کر دیں۔

مئی ۴۸ء میں جہاد کشمیر میں شرکت کے خلاف فتویٰ صادر کیا مگر بعد میں لوگوں کی سخت مخالفت سے دب کر جہاد کشمیر میں شرکت کو جائز ٹھہرایا۔

کبھی مودودی صاحب اور مودودی جماعت تشدد اور خونی انقلاب لانے کا الزام مخالف جماعتوں کے سر تھوپتے ہیں مگر اب خود ہی ڈنڈا فورس، سرفروش تنظیم اور اسلامی جمعیت طلباء، مزدور بورڈ، کسان بورڈ وغیرہ کے روپ میں ملک میں بدامنی اور فساد کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور پھر ستم یہ کہ اسلامی ریاست کی تشکیل کا طریقہ بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں:-

"جب صالحین کا گروہ منظم ہو۔ اہل ملک کی اکثریت ان کے ساتھ ہو یا کم از کم اس بات کا ظن غالب ہو کہ عملی جدوجہد شروع ہوتے ہی اکثریت ان کا ساتھ دے گی اور کسی بڑی تباہی اور خونریزی کے بغیر مفسدین کے اقتدار کو ہٹا کر صالحین کا اقتدار قائم کیا جا سکے گا اس صورت میں بلاشبہ صالحین کی جماعت کو نہ صرف یہ حق حاصل ہے بلکہ ان کے اوپر یہ شرعی فرض ہے کہ

وہ اپنی طاقت منظّم کر کے ملک کے اندر بلاشبہ بزور شمشیر انقلاب برپا کر دیں اور حکومت پر قبضہ کریں ـــــ

(مودودیت اور موجودہ سیاسی کش مکش ص ۵۰)

ایک عرصہ تک جماعت اسلامی جاگیرداری اور سرمایہ داری کو اسلام کی رو سے جائز قرار دیتی رہی مگر مسلمان عوام کی مخالفت سے ڈر کر زمین کی محدود ملکیت اور صنعتوں کو قومی ملکیت بنانے کے نظریات کی حمایت تازہ منشور میں کر دی ہے حالانکہ مودودی صاحب نے اپنی کتاب "اسلام اور جدید معاشی نظریات" کے ۱۲۷ ص ۱۲۸ پر یوں لکھا ہے۔ جتنی قانونی شکلیں ایک چیز پر کسی شخص کی ملکیت قائم وثابت کرنے کے لئے مقرر ہیں ان ساری شکلوں کے مطابق بھی اسی طرح ایک آدمی کی ملکیت ہو سکتی ہیں۔ جس طرح کوئی دوسری چیز اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں۔ ایک گز مربع میل سے لے کر ہزار ہا ایکڑ تک خواہ کتنی ہی زمین ہو اگر کسی قانونی صورت سے آدمی کی ملک میں آئی ہے تو بہرحال وہ اس کا جائز مالک ہے .... رہیں نظام جاگیراداری کی وہ خرابیاں جو ہمارے ہاں پائی جاتی ہیں تو نہ وہ خالص زمینداری کی پیداوار ہیں اور نہ ان کا علاج یہ ہے کہ سرے سے شخصی ملکیت ہی اڑا دیا جائے یا اس پر مصنوعی حد بندیاں عائد کی جائیں، جو زرعی اصلاحات کے نام سے آج کل نیم حکیم تجویز کر رہے ہیں۔

(شکریہ ماہناہ الحبیب مودودیت نمبر ماہ جون ۷۰ء)

متفرقات

۱:۔ تقلید گناہ ہے :۔ میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لئے تقلید ناجائز اور گناہ ہے بلکہ اس سے بھی شدید تر چیز ہے۔ (یعنی کفر و شرک)

(رسائل و مسائل جلد اول ص ۲۴۴)

۲ :۔ اپنے بارے میں :۔ میں نہ مسلک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ حنفیت یا شافعیت کا پابند ہوں۔

(رسائل و مسائل ص ۲۳۵ جلد اول طبع دوم)

۳ :۔ متعہ جائز ہے :۔ انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش آجاتا ہے جس میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں زنا کی نسبت متعہ کر لینا بہتر ہے۔

(ترجمان القرآن جلد ۱۴۔ اگست ۱۹۵۵ء)

۴ :۔ سینما فی نفسہ جائز ہے :۔

ا۔ میں اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ خیال ظاہر کر چکا ہوں کہ سینما بجائے خود جائز ہے۔ البتہ اس کا ناجائز استعمال اس کو ناجائز کر دیتا ہے سینما کے پردے پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ دراصل تصویر نہیں بلکہ پرچھائیں ہے جس طرح آئینہ میں نظر آیا کرتی ہے اس لئے وہ حرام نہیں۔

(رسائل و مسائل جلد دوم ص ۲۹۱)

ب۔ جس سینما میں علمی یا واقعاتی فلم دکھائے گئے ہوں اس کے دیکھنے میں مضائقہ نہیں۔ ہمارے ملک میں تو سینما ہاؤس جانا بجائے خود ایک موضوع تہمت ہے اس لئے علمی اور واقعاتی فلم دیکھنے کے لئے بھی اس خرابات میں قدم نہیں رکھا جا سکتا۔ انگلستان میں آپ چاہیں تو اس طرح کے فلم دیکھ لیں۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۸ ص ۲۵۲ عدد ۳، ۴)

۵ :۔ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کا آسمان پر اٹھائے جانے کا ثبوت قرآن میں نہیں :۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اٹھانے کی کیفیت کیا تھی تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ صرف اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ نے ان کو جسم وروح کے ساتھ کرہ زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا اور نہ ہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے طبعی موت پائی۔ اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی اسی لئے قرآن کی بنیاد پر نہ توان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جاسکتی ہے اور نہ اثبات۔

(تفہیم القرآن حصہ اول ص ۴۲۰)

۶ :۔ قرآن کے لئے تفسیر کی حاجت نہیں :۔ ایک اعلیٰ درجہ کا، پروفیسر کافی ہے جس نے قرآن کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا ہو اور جو طرز جدید پر قرآن پڑھانے اور سمجھانے کی اہلیت رکھتا ہو۔

(تنقیحات ۱۹۶۳ء ص ۳۴۲، ۳۴۳)

۷ :۔ اللہ کے سوا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے والا نہ سمجھے :۔ کسی سے امیدیں وابستہ نہ کرے۔ کسی کی پناہ نہ ڈھونڈے۔ کسی کو مدد کے لئے نہ پکارے کسی کو ولی اور کار ساز حاجت روا اور مشکل کشا فریاد رس اور حامی وناصر نہ سمجھے کیونکہ کسی دوسرے کے پاس کوئی اقتدار ہی نہیں۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۸ عدد ۳، ۴ ص ۵۲)

۸ :۔ ہم نے جماعت اسلامی کے دستور میں اسلامی عقائد کا جو خلاصہ دیا ہے ہمارے نزدیک اس کا ماننے والا ہر شخص مسلمان ہے۔ جو لوگ اس کی کسی چیز کو نہ مانتے ہوں ہم ان کی تکفیر نہیں کرتے ـــــ تکفیر کرنے کی بجائے ہم انہیں ایسی گمراہی میں مبتلا سمجھتے ہیں جو ان کو کفر اور اسلام کی درمیانی سرحد پر لے جاکر کھڑا کر دیتی ہے۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۶ عدد ۵، ۶)

۹ :۔ مودودی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک فرعون نہیں تھا بلکہ دو فرعون تھے۔

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ مودودی صاحب نے یہ ایسی اختراع کی ہے جو امت مسلمہ کے جمہور مفسرین اور محدثین اور قرآن وحدیث سے صریح طور پر متصادم ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو، "فرعون مصر کے بادشاہوں کا ایک خاندانی لقب تھا۔ فرعون موسیٰ کے بارے میں بنی اسرائیل کی متفقہ روایات یہ ہیں کہ وہ دو تھے۔ جدید تاریخی تحقیقات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور عقل بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ دو ہوں۔"

(ترجمان القرآن جلد ۵۵ عدد ۵ فروری ۱۹۶۱ء)

۱۰ :۔ میلاد خوانی جو اس وقت رائج ہے ساری کی ساری جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم پر مشتمل ہے اگر حضور یا صحابہ کرام کے زمانے میں ہوتی تو اسے بند کر دیا جاتا جس طرح حضور کی پیدائش کو ان محفلوں میں بیان کیا جاتا ہے اس طرح اپنی پیدائش کے ذکر کو کوئی شخص پسند نہیں کر سکتا۔

(روداد جماعت اسلامی حصہ پنجم)

۱۱ :۔ خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر اہل حدیث حنفی، دیو بندی، بریلوی، شیعہ، سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔

(خطبات ص ۸۲)

۱۲ :۔ قرآن حکیم نجات کے لئے نہیں ہدایت کے لئے کافی ہے۔

(جلد اول تفہیمات ص ۳۲۱)

۱۳ :۔ مودودی صاحب نے اپنی کتاب خطبات میں "مسلمان ہونے کے لئے علم کی ضرورت" کے تحت لکھا۔

پس معلوم ہوا کہ جہالت کے ساتھ مسلمان ہونا اور مسلمان رہنا غیر ممکن ہے ہر شخص جو مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے جو مسلمانوں کے سے کپڑے پہنتا ہے اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔

حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے۔ بلکہ مسلمان درحقیقت صرف وہ شخص ہے جواسلام کو جانتا ہو۔ اور پھر جان بوجھ کر اس کو مانتا ہو۔

(خطبات ص۲۱)

۱۴:۔ مولانا محمد منظور نعمانی (دیو بندی) مدیر رسالہ الفرقان لکھنؤ۔ ماہ ذی قعدہ ۱۹۷۰ھ کی اشاعت میں فرماتے ہیں:۔

مولانا مودودی سے خود اس عاجز نے اس مسئلہ کے بارے میں گفتگو کی تھی اور اس وقت یہ طے ہو گیا تھا کہ غیر اسلامی نظام حکومت سے تعاون نہ کرنا اور نوکری وغیرہ کے ذریعے اس سے استفادہ نہ کرنا ہر رکن کے لئے ضروری تو قرار دیا جائے گا لیکن اس کو شرعی مسئلہ کی حیثیت نہیں دی جائے گی۔

(ترجمان القرآن جلد ۳۷ عدد ۲ نومبر ۱۹۵۱)

مولانا مودودی صاحب نے بقول مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (دیو بندی) یہ طے کر لیا تھا کہ جماعت کے کارکنوں کی طرف سے غیر اسلامی نظام حکومت سے نہ تعاون کیا جائے گا اور نہ نوکری کے ذریعے استفادہ کیا جائے گا۔ مگر دور ایوبی میں جماعت اسلامی کے نمائندے اسمبلیوں میں گئے اور بے شمار کارکن اس غیر اسلامی حکومت کے ملازم رہے اور جماعت اسلامی ملازمین حکومت سے چندے بھی وصول کرتی رہی اور اب بھی کرتی ہے۔

۱۵:۔ کانا دجال:۔ مودودی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی تکذیب کرتے ہوئے کہا:۔

یہ کانا دجال وغیرہ توافسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

(ترجمان القرآن ص۱۸۶ بابت رمضان وشوال ۱۳۶۴ھ)

۱۶:۔ مغربی طرز کے لیڈروں پر تو چنداں حیرت نہیں کہ ان بے چاروں کو قرآن کی ہوا تک نہیں لگی ہے مگر حیرت اور ہزار حیرت ہے ان علماء کرام پر جن کا رات دن کا مشغلہ یہی قال اللہ وقال الرسول ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا

کہ آخر ان کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ قرآن کو کس نظر سے پڑھتے ہیں کہ ہزار ہا بار پڑھنے سے بھی انہیں اس قطعی اور دائمی پالیسی کی طرف ہدایت نہیں ملتی۔ جو مسلمانوں کے لئے اصولی طور پر مقرر کر دی گئی ہے

(سیاسی کش مکش حصہ سوم ص۷۸)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مودودی صاحب کی نظر میں تمام علماء کرام گم کردہ راہ ہیں۔

۱۷:۔ "اس واقعہ سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہندوستان کو اصلی اسلامی حکومت، خالص اسلامی اخلاق اور حقیقی اسلامی تمدن سے لذت آشنا ہونے کا کبھی موقعہ ملا ہی نہیں گذشتہ زمانے میں مسلمان بادشاہوں نے مسلمان امراء نے مسلمان حکام اور اہلکاروں اور سپاہیوں نے مسلمان زمینداروں اور رئیسوں نے اور مسلمان عوام نے اپنے برتاؤ سے اسلام کا جو نمونہ پیش کیا وہ ہرگز ایسا نہ تھا کہ اس ملک کے عام باشندوں کو اسلام کا گرویدہ بنا سکتا۔ بلکہ اس کے برعکس نفسانی اغراض کے لئے جو کش مکش ان کے اور غیر مسلم عناصر کے درمیان مدت ہائے دراز تک برپا رہی اس نے اسلام کے خلاف مستقل تاریخی تعصبات پیدا کر دیئے"۔

مسلمان اور سیاسی کش مکش حصہ سوم کے ص۱۱۵ پر تحریر کردہ ان خیالات سے صاف ظاہر ہے کہ تمام اولیائے کرام مبلغین اسلام سمیت اس سرزمین کا ہر مسلمان اسلام دشمنی کرتا رہا اور اسلام میں تعصبات پھیلاتا رہا۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

☆☆

وما علینا الا البلاغ المبین